پاکستان سکول عیسیٰ ٹاؤن مملکتِ بحرین

آن لائن معاونت اور تعلمی مواد برائے تعلیمی سال 2020ء-21ء

جماعت۔ نہم	مضمون۔ اُردو لازمی	کتاب کا نام۔ اُردو لازمی
نظم کا نام۔ حمد	صفحہ نمبر۔ 98تا102	پہلی سہ ماہی

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سِوا تیرا اک بندہ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

تشریح: یہ شعر نظم حمد سے لیا گیا ہے۔ حمد ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی گئی ہو۔ اس پوری نظم میں شاعر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کو بیان کرتے ہوئے اپنی سچی محبت اور عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ (کسی بھی شعر کی تشریح کرنے سے پہلے دیئے گئے چند جملے لازماً لکھیں) شاعر کہتے ہیں مشرکین مکہ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کو اپنا مشکل کشا مانتے تھے۔ لیکن جب کسی ایسی مشکل میں ہوتے جس سے چھٹکارا کسی صورت ممکن نہ ہوتا تو اللہ سے آہ و زاری کرنے لگتے اور اللہ کو ایک ماننا شروع کر دیتے جیسا کہ قرآن پاک میں سورۃ العنکبوت کے آخری رکوع میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب ان مشرکین کی کشتی پانی میں ڈوبنے لگتی ہے تو وہ اپنے جھوٹے خداؤں کی جگہ سچے دل سے اپنے رب کو پکارتے ہیں جس سے وہ ان کو اس مصیبت سے نجات دے دیتا ہے لیکن بعد میں وہ اس احسان کو بھلا دیتے ہیں۔ شاعر بھی اس شعر میں اسی بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ انسان اللہ سے جتنا چاہے دور ہو جائے مگر زندگی میں کئی ایسے لمحات آتے ہیں جن میں اسے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا پڑتا ہے اُسے ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا پڑتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر اللہ رب العزت کی گرفت کتنی مضبوط ہے۔

شعر نمبر 2 گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا بندے سے مگر ہو گا حق کیسے ادا تیرا

تشریح: قرآن پاک کی سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو جتنی چاہے کوشش کر کے دیکھ لو تم اس مالک الملک کی نعمتوں کو شمار نہیں کر پاؤ گے۔ انسان کو دنیا کی زندگی میں جتنی نعمتیں بھی میسر ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے۔ اس لیے انسان پر سب سے پہلے جس ہستی کا شکر واجب ہے وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ والدین، اساتذہ اور دیگر محسنین کا درجہ بعد میں آتا ہے۔ لیکن جس قدر نعمتوں کی کثرت ہے اسی قدر انسان کے شکر کرنے کے وسائل محدود ہیں۔ انسان کے پاس شکر کرنے کے لیے وہ الفاظ ہی نہیں ہیں جو اس کے شکر کرنے کا حق ادا کر سکیں، اس کی کبریائی اور بڑائی کو بیان کر سکیں۔ اس کے باوجود بھی انسان پر لازم ہے کہ وہ اس ذات کا شکر ادا کرتا رہے۔

شعر نمبر 3 محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

تشریح: اس شعر میں صُنعت تضاد کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں محرم سے مراد اللہ کی ذات بابرکت کو جاننے والا اور نامحرم سے مراد اللہ رب العزت کی ذات کو نہ جاننے والا ہے۔ شاعر کے کہنے کے مطابق دونوں کائنات میں موجود اللہ رب العزت کے بھیدوں کے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ نامحرم تو اللہ کو جانتا ہی نہیں اس لیے اس کے لیے تو بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور محرم جاننے کے بعد اپنے آپ کو اس قدر فنافی اللہ کر لیتا ہے کہ اپنے آپ کو ہر چیز سے بے پرواہ کر لیتا ہے دنیا اس کی نظر میں بے قیمت ہو جاتی ہے اس کی زبان سے ذکرِ الٰہی کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی۔ وہ عشقِ الٰہی میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے۔

شعر نمبر 4 چھپتا نہیں یاں نظروں میں خلعتِ سلطانی کملی میں اپنی مگن رہتا ہے گدا تیرا

تشریح: شاعر عارف باللہ کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ سے لَو لگا لیتے ہیں اور اپنی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا بنا لیتے ہیں۔ معمولی سی نافرمانی سے بھی گریز کرتے ہیں ایسے لوگوں کا یقین کمال درجہ تک پہنچا ہوتا ہے وہ اللہ کے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے دنیا کا مال و دولت اور اولاد، عہدے، جاہ و جلال، بادشاہت سب ان کی نظر میں خاک ہوتا ہے کیونکہ انھیں اس بات کا یقین کامل ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے اس کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے جیسا کہ اقبال نے فرمایا:

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

شعر نمبر 5 تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گلا تیرا

تشریح: سورۃ الفجر میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کو آزمانے کے لیے روزی کی تنگی دیتا ہے (یا کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے یا کسی اور آزمائش میں ڈال دیتا ہے) تو وہ واویلے شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے ذلیل کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ ہرگز اس کو ذلیل کرنا نہیں تھا بلکہ یہ سب اس کی اپنی حکمتیں اور قدرتیں ہیں وہ جو بہتر سمجھتا ہے وہ کر دیتا ہے۔ لیکن انسان اپنی کم عقلی کے سبب بہت کچھ کہتا رہتا ہے لیکن جب اس کی مصیبت اللہ دور کر دیتا ہے اور اسے سمجھ آجاتی ہے کہ یہ تو فقط آزمائش تھی تو اسے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے کیے ہوئے فیصلے حکمتوں اور مصلحتوں سے پُر ہوتے ہیں۔ اسی نے مجھے آزمایا اور اسی نے مجھے آسانی سے نوازا۔

شعر نمبر 6 آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

تشریح: شاعر نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا میں اللہ کی وحدانیت کا بول بالا ہو گا فضا ہر طرف اللہ اللہ کی صداؤں سے گونج اٹھے گی۔ آج جو اللہ کے وجود کا سرِعام انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کائنات خود بخود وجود میں آگئی ہے اس کا کوئی چلانے والا نہیں ہے ان کو اُس دن افسوس ہو گا کہ ہمارے عقائد کس قدر غلط تھے۔ کیوں کہ اللہ تعالی نے مختلف مثالوں سے عقل مندوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے ان مثالوں میں صبح، شام، دن، رات، موسم اور ہوائیں بھی شامل ہیں جو ہر روز سورج چڑھتے ہی اللہ کی توحید کی طرف بلانا اور سمجھانا شروع کر دیتی ہیں اسی وجہ سے شاعر کہتے ہیں کہ انکار کرنے والوں کو آخر اس ذات کا اقرار کرنا ہو گا اپنے جھوٹے عقائد و نظریات سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور اللہ کی وحدانیت پوری دنیا میں پھیل کر رہے گی۔

شعر نمبر 7 ہر بول ترا دل سے ٹکرا کر گزرتا ہے کچھ رنگ بیاں حالی ہے سب سے جدا تیرا

تشریح: شاعر جب کسی شعر میں اپنی یا اپنے کلام کی تعریف کرتا ہے تو اسے شاعرانہ تعلّی کہا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں بھی شاعر نے شاعرانہ تعلی سے کام لیتے ہوئے اپنے کلام کی تعریف کی ہے اور اپنے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے تجھے ایک ایسا انداز بیان عطا کیا ہے کہ جو سب سے الگ اور نمایاں ہے اور دوسری خصوصیت تیرے کلام کی یہ ہے کہ ہر لفظ دل کو بہت متاثر کرتا ہے تیرے الفاظ کے اندر اللہ تعالی نے ایک عجب تاثیر رکھی ہے جو پڑھتا ہے جھومتا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ اور بھی لکھنے والے اپنے کلام کو متاثر کن بنانے کے لیے بہت جتن کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے کلام میں وہ بات پیدا نہیں ہو سکتی جو تیرے کلام میں ہے۔